قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃالمبارک 16 جولائی 2021ء | 05 ذوالحج 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:168

فرمانِ رسول ﷺ

تمام مومن آپس میں ایک جسم وجان ہیں

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچا رہا ہوتا ہے۔ پھر آپؐ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں خوب اچھی طرح سے پیوست کرکے (یوں بناکر) بتایا کہ ایک حصہ دوسرے کے لیے اس طرح تقویت کا باعث ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری۔کتاب الصلوٰۃ۔باب تشبیك الاصابع فی المسجد)

حضرت عامر کہتے ہیں کہ مَیں نے نعمانؓ بن بشیر کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تُو مومنوں کو ان کے آپس کے رحم، محبت و شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا۔ جب جسم کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے۔ اس کا سارا جسم اس کے لئے بے خوابی اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔

(صحیح بخاری۔کتاب الادب۔باب رحمۃ الناس والبہائم)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

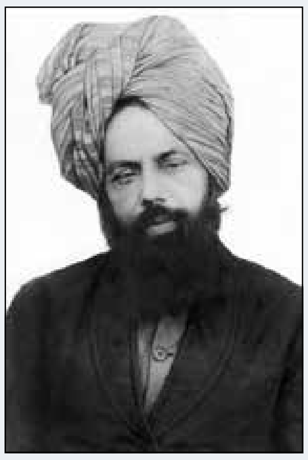

ہمدردی کا معیار کیا ہونا چاہیے

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہوسکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور مَیں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے۔ میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں۔ اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر مَیں اس کے مقابل پر امن سے سو رہوں۔ اور اس کے لیے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں۔ اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر مَیں بھی دیدہ و دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں۔ بلکہ مجھے چاہئے کہ مَیں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لیے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہئے کہ مَیں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بر جبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو۔ جب تک وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہوجائیں خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے۔ اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں۔ اور غصہ کو کھالینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395تا396)

ارشاد باری تعالیٰ

وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا ۪ وَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا ۚ وَ کُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰۴﴾

(اٰلِ عمران: 104)

ترجمہ: اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

فرمان خلیفہ وقت

ہم دیکھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایک ہو کر رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ اللہ کی رسّی تم پر ایک انعام ہے۔ اللہ کی اس رسّی کو پکڑنے کی وجہ سے تم پر اللہ کے فضل نازل ہوئے اور اس کے انعاموں سے تم نے حصہ پایا۔ تمہارے معاشرے کے تعلقات بھی خوشگوار ہوئے اور تمہاری آپس کی رشتہ داریوں میں بھی مضبوطی پیدا ہوئی۔

ہم آنحضرت ﷺ کی بعثت سے قبل کے واقعات تاریخ میں پڑھتے ہیں اور پھر آپؐ کی بعثت کے بعد کے حالات بھی ہمارے سامنے ہیں کہ کس طرح محبتیں بڑھیں اور ایک دوسرے سے کس طرح اخوت کا رشتہ قائم ہوا۔ کس طرح ایک دوسرے کے بھائی بھائی بنے۔ دیکھیں مدینہ کے انصار نے مکّہ کے مہاجرین کو کس حد تک بھائی بنایا کہ اپنی آدھی جائیدادیں بھی ان مہاجرین کو دینے کے لیے تیار ہوگئے بلکہ بعض جن کی ایک سے زائد بیویاں تھیں۔ انہوں نے یہاں تک کہا کہ ہم ایک بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اور تم اس سے شادی کرلو۔ تو اس حد تک بھائی چارے اور محبت کی فضا پیدا ہوگئی تھی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ محبت اور بھائی چارے کی یہ فضا صرف امن اور آسائش کے وقت میں نہیں تھی کہ فراوانی ہے، کشائش ہے تو کچھ دے دیا بلکہ جنگ اور تکلیف کی حالت میں بھی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے۔ اور یہ صرف اس لئے تھے کہ ان لوگوں نے اللہ کی رسّی کی پہچان کی اور اسے مضبوطی سے پکڑا۔

(خطبہ جمعہ 26/ اگست 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- وہ اتنا پیارا ہے (منظوم)
- بنیادی مسائل کے جوابات
- یادِ رفتگان
- اردو محاورے بیان فرمودہ سیدنا سلطان القلم ---

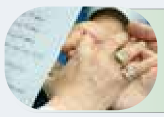

دربارِ خلافت

ساری جڑھ تقویٰ اور طہارت ہے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ناروے کی جماعت نے بڑی قربانی دی ہے اور مسجد نصر کے لئے تقریباً ایک سو چار (104) ملین کرونر خرچ جماعت نے اُٹھایا ہے۔ کچھ ابتدائی خرچ مرکز نے دیا تھا باقی جماعت نے اُٹھایا ہے۔ گو کہ اس میں بڑا لمبا عرصہ لگ گیا جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا لیکن جب مَیں نے جماعت کو دو ہزار پانچ (2005) میں اس طرف توجہ دلائی ہے، تو فوری توجہ پیدا ہوئی پہلے توجہ بھی کم تھی۔ اُس وقت کسی نے اپنا مکان بیچ کر وعدہ کیا اور اس کی ادائیگی کی۔ مجھے لکھا میں مکان بیچ رہا ہوں، کسی نے کار بیچ کر رقم مسجد کو ادا کی، کسی نے زائد کام کیا کہ اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر ہو جائے اور میں زیادہ سے زیادہ چندہ دے سکوں۔ اللہ کے فضل سے بعض عورتوں نے قربانیاں دیں، بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے کاروبار بند ہونے کے باوجود بھی اپنے وعدے پورے کئے۔ اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔ آج کل حالات کی وجہ سے اُن کے کاروبار میں کچھ نقصان ہے تو اللہ تعالیٰ اُن میں برکت ڈالے۔

مَیں امید کرتا ہوں کہ یہ سب قربانیاں اس سوچ کے ساتھ ہوئی ہوں گی کہ ہم نے مسجد کو آباد کرنا ہے اور آباد اُس طریق پر کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ اپنے ایمان میں کامل ہونے کی کوشش کرتے ہوئے، اپنے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت پیدا کرتے ہوئے، حقوق العباد کی ادائیگی کی سوچ رکھتے ہوئے، اعمالِ صالحہ بجالانے کے معیار حاصل کرتے ہوئے، اپنے بچوں اور نسلوں میں بھی مسجد اور خدا کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے، پھر اسی طرح اس زمانے میں جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو بھیجا ہے، اُس کے ہاتھ مضبوط کرتے ہوئے، اُس کے مشن کو آگے چلانے کے لئے بھرپور کوشش کرتے ہوئے یہ پیغام پہنچانے کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے، دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دیتے ہوئے اسے آباد کرنا ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے، یہ مسجد ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ڈال رہی ہے۔ ہم نے مسجد بنا کر اپنے اوپر عائد ذمہ داریوں کو بہت وسعت دے دی ہے۔ اگر اس ذمہ داری کو ادا نہ کر سکے تو خدا تعالیٰ کے پیار کی نظر سے محروم ہو سکتے ہیں۔ اللہ نہ کرے کبھی ایسا ہو۔

پس جہاں ہمارے لئے یہ ایک بہت بڑی خوشی ہے کہ ناروے میں پہلی احمدیہ مسجد تعمیر ہوئی ہے وہاں فکر کا مقام بھی ہے۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی اس فکر کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنے والا ہو، اپنی ذمہ داریاں نبھانے والا ہو۔ بڑی بڑی خطیر رقمیں پیش کر کے اس مسجد کی جو تعمیر کی گئی ہے اور اُسے خوبصورت بنایا ہے اور کسی نے لاکھوں کرونر خرچ کر کے کارپٹ ڈلوا دیا۔ کسی نے لاکھوں کرونر خرچ کر کے فرنیچر دے دیا۔ تمام مسجد کے کمپلیکس کے لئے فرنیچر مہیا کر دیا تو یہ ایک دفعہ کی قربانی نہ ہو یا ایک دفعہ کی قربانی پر یہ لوگ خوش نہ ہو جائیں۔ صرف خوبصورت فرنیچر اور سجاوٹ دیکھ کر یہ نہ سمجھیں کہ یہ ہمارے لئے کافی ہو گیا ہے بلکہ اس کی اصل خوبصورتی کو قائم رکھنے والے ہوں جو پانچ وقت کی نمازوں سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے مسجدوں کی تعمیر کا ذکر ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ:

’’مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے بلکہ اُن نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں ورنہ یہ سب مساجد ویران پڑی ہوئی ہیں‘‘۔ (اُس زمانے میں ویران تھیں) ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چھوٹی سی تھی۔ کھجور کی چھڑیوں سے اس کی چھت بنائی گئی تھی اور بارش کے وقت چھت میں سے پانی ٹپکتا تھا۔ مسجد کی رونق نمازیوں کے ساتھ ہے‘‘۔ فرمایا ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دنیاداروں نے ایک مسجد بنوائی تھی۔ وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے گرا دی گئی۔ اس مسجد کا نام مسجد ضرار تھا۔ یعنی ضرر رساں۔ اس مسجد کی زمین خاک کے ساتھ ملا دی گئی تھی۔ مسجدوں کے واسطے حکم ہے کہ تقویٰ کے واسطے بنائی جائیں‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 491 ۔ ایڈیشن 2003ء)

پس یہ تقویٰ ہے جو ہم نے اپنے اندر پیدا کرنا ہے اور اس کا بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اظہار فرمایا ہے۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

بقیہ صفحہ 5 پر

وہ اتنا پیارا ہے

اگر وہ سامنے آئے، وہ اتنا پیارا ہے
تو دل میں دیپ جلائے وہ اتنا پیارا ہے
غزل، کہانی، گرامر، اُسے سلامی دیں
اگر وہ اردو پڑھائے، وہ اتنا پیارا ہے
گُلاب اُس کے بدن سے ادھار لے خُوشبو
صبا گلے سے لگائے وہ اتنا پیارا ہے
وہ لب کُشا ہو تو غالِب کرے قدم بوسی
کہے گا میر بھی ’’ہائے‘‘ وہ اتنا پیارا ہے
وہ فلسفے پہ جو بولے تو فرطِ حیرت سے
ارسطو سر کو کھجائے، وہ اتنا پیارا ہے
اُسی کی بات کو میں آخری سند سمجھوں
اُسی کی ’’رائے‘‘ ہے رائے، وہ اتنا پیارا ہے
فراز و فیض اُسے داد دیں مزاروں سے
وہ جب بھی شعر سنائے، وہ اتنا پیارا ہے
اُسی کے واسطے میں بن سنور کے سوتا ہوں
کہ کاش خواب میں آئے، وہ اتنا پیارا ہے
میں چاہتا ہوں کسی روز وہ خفا ہو کر
مجھے بھی چار ’’سنائے‘‘ وہ اتنا پیارا ہے
وہ میکدے کو جو دیکھے تو میکدہ جُھومے
سبُو کو ہوش نہ آئے وہ اتنا پیارا ہے
تو پھر وہ ذرّہ بھی گوہر مثال ہوتا ہے
جسے وہ ہاتھ لگائے وہ اتنا پیارا ہے
میں بھول جاؤں گا سارے بہشت کے منظر
اگر وہ پاس بٹھائے، وہ اتنا پیارا ہے
میں چاہتا ہوں کسی روز برف باری ہو
اسے پلاؤں میں چائے وہ اتنا پیارا ہے
وہ شخص دیکھنے نکلے کبھی جو عید کا چاند
تو چاند نوروں نہائے وہ اتنا پیارا ہے
میں اس کے شہر کی مٹی بھی چوم سکتا ہوں
دل و نظر کو بچھائے وہ اتنا پیارا ہے
وہ سامنے ہو تو پھر جی، حضور، وہ، میں، نا
سمجھ میں کچھ بھی نہ آئے وہ اتنا پیارا ہے

مبارک صدیقی۔ لندن

مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط نمبر 16

سوال: ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ بعض آزاد خیال اور نام نہاد حقوق نسواں کی علمبردار خواتین کا اسلام کے خلاف ایک اعتراض یہ ہے کہ قرآن و احادیث میں مردوں کو جنت میں ملنے والی نعماء از قسم شراب، مختلف الانواع کھانے اور عورتوں کے ملنے کا وعدہ ہے، جبکہ اس دنیا میں جو شخص ان چیزوں کو استعمال کرے وہ بُرا انسان کہلاتا ہے۔ اسی طرح یہ وعدے صرف مردوں کیلئے ہیں اور عورتیں اس دنیا میں جو کچھ بھی کر لیں ان کیلئے ایسا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ اس بارہ میں تفصیلی جواب کی درخواست ہے۔

جواب: حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 22 مارچ 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے اعتراضات اسلام کی نہایت خوبصورت تعلیم سے کلیۃً ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے اسلام مخالفین تو اسلام کی تعلیم کو نہ جاننے کی وجہ سے ایسے اعتراضات کرتے ہیں لیکن افسوس اور تکلیف کی بات یہ ہے کہ بہت سے مسلمان کہلانے والے لوگ بھی چونکہ صرف نام کے مسلمان ہوتے ہیں اور قرآن و حدیث میں بیان مذہبی تعلیم کا حصول ضروری نہیں سمجھتے اور مادی دنیا ان کے دل و دماغ پر اس طرح حاوی ہوتی ہے کہ اسی کی چمک دمک کے پیچھے اپنی ساری زندگی گنوا دیتے ہیں اور زندگی کے اصل مقصد اور مدعا ''عبودیت خداوندی'' کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور اخروی زندگی کی نہایت مصفّی اور پاکیزہ نعماء کو بھی اسی دنیوی زندگی کے میلے کچیلے آئینہ میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے پھر اس قسم کے اعتراضات ان کے دلوں میں جنم لیتے ہیں۔

قرآن کریم میں بیان جنت کی نعماء کو تمثیل کے رنگ میں جہاں اس دنیا کی مختلف اشیاء کے ناموں سے بیان کیا گیا ہے وہاں جنت کی ان نعماء کو ہر قسم کی آلائش اور بداثر سے پاک بھی قرار دیا گیا۔ چنانچہ قرآن کریم نے جنت میں ملنے والی مختلف اقسام کی شراب ہائے طہور کو کئی ناموں اور کیفیتوں کے ساتھ بیان کیا ہے جو عقل، نشاط اور عشق الٰہی پیدا کرتی ہیں۔ خوشبودار، معطر اور پاک ہیں۔ اور جو لوگ انہیں پیتے ہیں وہ ناقابل بیان روحانی نشہ سے مسرور ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ الصافات میں فرمایا ہے کہ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ۔ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ۔ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ۔ (الصّافات: 46تا48) یعنی (چشموں کے) پانیوں سے بھرے ہوئے گلاس ان کے پاس لائے جائیں گے۔ نہایت شفاف، پینے والوں کیلئے سراسر لذت۔ ان (مشروبات) میں نہ کوئی نشہ ہوگا اور نہ وہ ان کے اثر سے عقل کھو بیٹھیں گے۔ سورۃ الواقعہ میں فرمایا ہے کہ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ۔ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ ۬ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ۔ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ۔ (الواقعہ: 18 تا20) یعنی ان کے پاس خدمت کیلئے کثرت سے نوعمر لڑکے آئیں گے جو کہ ہمیشہ اپنی نیکی پر قائم رکھے جائیں گے۔ کٹورے اور صراحیاں اور شفاف پانی سے بھرے ہوئے پیالے لئے ہوئے۔ اس کے اثر سے نہ وہ سردرد میں مبتلا کئے جائیں گے، نہ بہکی بہکی باتیں کریں گے۔ سورۃ الدھر میں فرمایا ہے کہ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا۔ نیز فرمایا کہ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا۔ پھر فرمایا وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا۔ (الدھر: 6، 18، 22) یعنی خدا کے نیک بندے ایسے پیالے پئیں گے جن میں کافور کی خاصیت ملائی گئی ہوگی۔ اور (مومنوں) کو ان (جنتوں) میں ایسے گلاسوں سے پانی پلایا جائے گا جن میں سونٹھ ملی ہوئی ہوگی۔ ان کا رب انہیں پاک کرنے والی شراب پلائے گا۔ سورہ المطففین میں فرمایا ہے کہ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ۔ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ۔ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ۔ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ۔ (المطففین: 26تا29) یعنی انہیں خالص سربمہر شراب پلائی جائے گی۔ اس کے آخر میں مشک ہوگا۔ اور چاہیے کہ خواہش رکھنے والے (انسان) ایسی (ہی) چیز کی خواہش کریں۔ اور اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ (ہماری مراد اس) چشمہ (سے) ہے جس سے مقرب لوگ پئیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جنت کی شراب کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''شراب صافی کے پیالے جو آبِ زُلال کی طرح مصفّٰی ہوں گے بہشتیوں کو دیئے جائیں گے۔ وہ شراب ان سب عیبوں سے پاک ہوگی کہ دردسر پیدا کرے یا بیہوشی اور بدمستی اس سے طاری ہو۔ بہشت میں کوئی لغو اور بیہودہ بات سننے میں نہیں آئے گی اور نہ کوئی گناہ کی بات سنی جائے گی بلکہ ہر طرف سلام سلام جو رحمت اور محبت اور خوشی کی نشانی ہے سننے میں آئے گا۔ ------ اب ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ وہ بہشتی شراب دنیا کی شرابوں سے کچھ مناسبت اور مشابہت نہیں رکھتی بلکہ وہ اپنی تمام صفات میں ان شرابوں سے مبائن اور مخالف ہے اور کسی جگہ قرآن شریف میں یہ نہیں بتلایا گیا کہ وہ دنیوی شرابوں کی طرح انگور سے یا قندسیاہ اور کیکر کے چھلکوں سے یا ایسا ہی کسی اور دنیوی مادہ سے بنائی جائے گی بلکہ بار بار کلام الٰہی میں یہی بیان ہوا ہے کہ اصل تخم اس شراب کا محبت اور معرفت الٰہی ہے جس کو دنیا سے ہی بندہ مومن ساتھ لے جاتا ہے۔ اور یہ بات کہ وہ روحانی امر کیونکر شراب کے طور پر نظر آجائے گا۔ یہ خدائے تعالیٰ کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے جو عارفوں پر مکاشفات کے ذریعہ سے کھلتا ہے اور عقلمند لوگ دوسری علامات و آثار سے اس کی حقیقت تک پہنچتے ہیں۔''

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 157)

اسی طرح جنت میں ملنے والے جوڑوں کی پاکیزگی کو بھی صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ وہ نہایت پاک اور نیک ساتھی ہوں گے جنہیں بیش قیمتی موتیوں کی طرح خیموں میں چھپا کر رکھا گیا ہوگا انہیں ان جنتیوں سے پہلے کسی جن و انس نے مَس تک نہیں کیا ہوگا۔ اور سب سے اہم بات یہ بیان فرمائی ہے کہ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ۔ (سورۃ الطور: 21) یعنی ہم جنتیوں کو ان نہایت خوبصورت ساتھیوں کے ساتھ بیاہ دیں گے۔

پس جنت صرف عیش و طرب کی جگہ نہیں بلکہ نہایت قابل قدر اور ایک روحانی مقام ہے۔ اگرچہ جنت کی نعمتوں کے نام دنیاوی چیزوں جیسے رکھے گئے ہیں لیکن ان سے مراد روحانی نعمتیں ہیں نہ کہ کوئی جسمانی اشیاء۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی دولتمند شخص کسی عالم سے کہے کہ میرے پاس مال ہے تو وہ عالم اپنے کتب خانہ کی طرف اشارہ کر کے کہے کہ میرے پاس تم سے بھی بڑھ کر خزانہ ہے۔ اس جواب کا یہ مطلب ہرگز نہ ہوگا کہ ان کتابوں میں روپیہ بھرا ہوا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جس چیز کو تم خزانہ کہتے ہو اس سے زیادہ فائدہ والی چیز میرے پاس موجود ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تفسیر کبیر میں اسی قسم کے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

اوّل تو یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن کریم نے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ اگلے جہان کے انعامات کا سمجھنا انسانی عقل سے بالا ہے پس اس دنیا کی زندگی سے اُخروی زندگی کا قیاس کرنا درست نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (سجدہ ع ۲) یعنی کوئی انسان بھی اس کو نہیں سمجھ سکتا کہ ان کیلئے اگلے جہان میں کیا کیا نعمتیں مخفی رکھی گئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے بارہ میں جو کچھ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے وہ تمثیلی زبان میں ہے اور اس سے وہ مفہوم نکالنا درست نہیں جو اس دنیا میں اسی قسم کے الفاظ سے نکالا جاتا ہے۔--- جب قرآن کریم نے یہ کہا کہ مومنوں کو وہ جنتیں ملیں گی جن میں سایہ دار درخت اور نہریں اور نہ خراب ہونے والا دودھ اور نہ سڑنے والا پانی اور موم اور آلائش سے پاک شہد اور نشہ نہ دینے والی بلکہ دل کو پاک کرنے والی شراب ہوگی تو اس سے ان کے اعتراض کا جواب اس رنگ میں دیا کہ جن چیزوں کو تم نعمت سمجھتے ہو وہ حقیقی مومنوں کو ملنے والے انعامات سے ادنیٰ ہیں۔ جن نہروں کو تم نعمت سمجھتے ہو ان کا پانی تو سڑ جاتا ہے مومنوں کو وہ نہریں ملیں گی جن کا پانی سڑنے والا نہ ہوگا۔ اور جن باغوں کو تم نعمت خیال کرتے ہو وہ اصل نعمت نہیں اصل نعمت تو وہ باغ ہیں جو کبھی برباد نہ ہوں گے اور مومنوں کو ملیں گے۔ جس شراب کو تم نعمت سمجھتے ہو اس کی مومنوں کو ضرورت نہیں وہ شراب تو گندی اور عقل پر پردہ ڈالنے والی شئے ہے۔ مومنوں کو تو خدا وہ شراب دے گا جو عقل کو تیز کرنے والی اور پاکیزگی بڑھانے والی ہوگی۔ اور جس شہد پر تم کو ناز ہے اس میں تو آلائش ہوتی ہے خدا تعالیٰ مومنوں کو وہ شہد دے گا جو ہر آلائش سے پاک ہوگا۔ اور جن ساتھیوں پر تم کو ناز ہے وہ نعمت نہیں کیونکہ وہ گندے ہیں۔ مومنوں کو اللہ تعالیٰ وہ ساتھی دے گا جو پاک ہوں گے۔ جن پھلوں پر تم کو ناز ہے وہ تو ختم ہو جاتے ہیں مومنوں کو تو وہ پھل ملیں گے جو کبھی ختم نہ ہوں گے اور ہر وقت اور خواہش کے مطابق ملیں

گے۔ یہ مضمون ایسا واضح ہے کہ ہر شخص جو تعصب سے خالی ہو کر غور کرے اس کے مفہوم کو سمجھ سکتا ہے اور اس کے لطیف اشارہ کو پا سکتا ہے مگر جو متعصب ہو یا جاہل۔ اس کا علاج تو کوئی ہے ہی نہیں۔۔۔۔۔۔ خلاصہ یہ کہ قرآن کریم میں جن باغوں اور نہروں اور پھلوں اور جس دودھ اور شہد اور شراب کا ذکر آتا ہے وہ اس دُنیا کے باغوں اور نہروں اور پھلوں سے بالکل مختلف ہیں اور وہاں کا دودھ اور شہد اور شراب اس دُنیا کے دودھ اور شہد اور شراب سے بالکل مختلف ہے اور قرآن کریم نے ان امور کی خود ایسی تشریح فرمادی ہے کہ اس کے بعد اس امر میں شک کرنا محض تعصب کا اظہار ہے اور یہ محاورات چونکہ پہلی کتب میں بھی موجود ہیں اس لئے ان آیات میں کوئی ایسی بات نہیں جس کا سمجھنا لوگوں کیلئے مشکل ہو۔

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 241 تا 246)

پھر اُخروی زندگی کی ان نعمتوں کو یہ دنیاوی نام بھی لوگوں کو سمجھانے اور ان کی طرف انہیں راغب کرنے کیلئے دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ مذہب ہر قسم کے لوگوں کیلئے ہوتا ہے۔ اس لئے ایسی چیزوں کو جن کا سمجھنا لوگوں کیلئے مشکل ہو ضروری ہوتا ہے کہ انہیں ایسے الفاظ میں بیان کیا جائے کہ انہیں ہر سطح کے لوگ سمجھ جائیں اور ہر درجہ کے لوگ ان سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ اس حکمت کو مدنظر رکھ کر قرآن کریم نے اُخروی زندگی کی نعماء کیلئے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو ہر قسم کے لوگوں کیلئے ان کی عقل اور درجہ کے مطابق تشفی کا موجب ہوں۔ پھر کفار چونکہ مسلمانوں کو طعنہ دیا کرتے تھے کہ یہ لوگ خود بھی ہر قسم کی نعمتوں سے محروم ہیں اور ہم سے بھی یہ سب نعمتیں چھڑوانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُخروی زندگی کی نعمتوں کو ان کے ذہن کے قریب کرنے کیلئے ان دنیوی اشیاء کا نام دیدیا جن کو وہ نعمت سمجھتے تھے اور انہی چیزوں کے نام لے کر بتایا کہ مومنوں کو یہ سب کچھ حاصل ہوگا۔ ورنہ قرآن وحدیث میں یہ مضمون خوب کھول کر بیان کر دیا گیا ہے کہ جنت میں ایسی نعماء ہوں گی جنہیں پہلے نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا، نہ کسی کان نے ان کے بارہ میں سنا ہوگا اور نہ کسی کے دل میں ان کے متعلق کبھی کوئی خیال گزرا ہوگا۔ ہاں صرف وہ نیک اور پارسا لوگ جو اس دنیا میں رہتے ہوئے ان دنیوی آلائشوں سے کنارہ کشی اختیار کرکے روحانی پروازیں کرنے والے ہوں گے انہیں اسی دنیا میں ان نعمتوں کا مزا چکھا دیا جائے گا اور ایسے لوگ جب جنت میں ان نعماء کو اپنی پوری کیفیت کے ساتھ پائیں گے تو برملا پکار اٹھیں گے کہ ھٰذَا الَّذِیۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ (البقرہ:26) یعنی یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں اس سے پہلے بھی دیا گیا تھا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُخروی زندگی کی اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’خدا فرماتا ہے فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَہُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ یعنی کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کیلئے مخفی ہیں۔ سو خدا نے ان تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں اور دودھ اور انار اور انگور وغیرہ کو ہم جانتے ہیں۔ اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں اور ان کو ان چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے۔ پس جس نے بہشت کو دنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا۔ اس نے قرآن شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔

اس آیت کی شرح میں جو ابھی میں نے ذکر کی ہے ہمارے سید و مولیٰ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ بہشت اور اسکی نعمتیں وہ چیزیں ہیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ دلوں میں کبھی گذریں۔ حالانکہ ہم دنیا کی نعمتوں کو آنکھوں سے بھی دیکھتے ہیں اور کانوں سے بھی سنتے ہیں اور دل میں بھی وہ نعمتیں گزرتی ہیں۔ پس جبکہ خدا اور رسول اس کا ان چیزوں کو ایک نرالی چیزیں بتلاتا ہے تو ہم قرآن سے دور جا پڑتے ہیں۔ اگر یہ گمان کریں کہ بہشت میں بھی دنیا کا ہی دودھ ہوگا جو گائیوں اور بھینسوں سے دوہا جاتا ہے۔ گویا دودھ دینے والے جانوروں کے وہاں ریوڑ کے ریوڑ موجود ہوں گے۔ اور درختوں پر شہد کی مکھیوں نے بہت سے چھتے لگائے ہوئے ہوں گے اور فرشتے تلاش کرکے وہ شہد نکالیں گے اور نہروں میں ڈالیں گے کیا ایسے خیالات اس تعلیم سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں جس میں یہ آیتیں موجود ہیں کہ دنیا نے ان چیزوں کو کبھی نہیں دیکھا اور وہ چیزیں روح کو روشن کرتی ہیں اور خدا کی معرفت بڑھاتی ہیں اور روحانی غذائیں ہیں۔ گو ان غذاؤں کا تمام نقشہ جسمانی رنگ پر ظاہر کیا گیا ہے مگر ساتھ ساتھ بتایا گیا ہے کہ انکا سرچشمہ روح اور راستی ہے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 397-398)

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

’’اسلامی بہشت کی یہی حقیقت ہے کہ وہ اس دنیا کے ایمان اور عمل کا ایک ظل ہے وہ کوئی نئی چیز نہیں جو باہر سے آ کر انسان کو ملے گی بلکہ انسان کی بہشت انسان کے اندر ہی سے نکلتی ہے اور ہر ایک کی بہشت اسی کا ایمان اور اسی کے اعمال صالحہ ہیں جن کی اسی دنیا میں لذت شروع ہو جاتی ہے اور پوشیدہ طور پر ایمان اور اعمال کے باغ نظر آتے ہیں۔ اور نہریں بھی دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن عالم آخرت میں یہی باغ کھلے طور پر محسوس ہوں گے۔ خدا کی پاک تعلیم ہمیں یہی بتلاتی ہے کہ سچا اور پاک اور مستحکم اور کامل ایمان جو خدا اور اس کی ذات اور اس کی صفات اور اس کے ارادوں کے متعلق ہو وہ بہشت خوش نما اور بارور درخت ہے اور اعمال صالحہ اس بہشت کی نہریں ہیں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 390)

باقی جہاں تک آپ کے سوال کے اس حصہ کا تعلق ہے کہ اخروی زندگی میں صرف مردوں سے انعامات کا وعدہ کیا گیا ہے عورتوں سے ایسا کوئی وعدہ نہیں۔ یہ سوال بھی اسلامی تعلیمات سے لاعلمی کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے کیونکہ قرآن وحدیث میں جگہ جگہ جہاں نیک اور صالح مردوں کو ان اُخروی انعامات کا وارث قرار دیا گیا ہے وہاں نیک اور صالحہ خواتین کو بھی ان انعامات کا حقدار قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَہُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ وَلَا یُظۡلَمُوۡنَ نَقِیۡرًا۔ (النساء:125) یعنی اور جو لوگ خواہ مرد ہوں یا عورتیں مومن ہونے کی حالت میں نیک کام کریں گے تو وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اور ان پر کھجور کی گٹھلی کے سوراخ کے برابر (بھی) ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح فرمایا مَنۡ عَمِلَ سَیِّئَۃً فَلَا یُجۡزٰۤی اِلَّا مِثۡلَہَا ۚ وَمَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَہُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ یُرۡزَقُوۡنَ فِیۡہَا بِغَیۡرِ حِسَابٍ۔ (المومن:41) یعنی جو برا عمل کرے گا۔ اس کو اسی کے مطابق نتیجہ ملے گا اور جو کوئی ایمان کے مطابق عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ ایمان میں سچا ہو وہ اور اس کے ہم مشرب لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کو اس میں بغیر حساب کے انعام دیا جائے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اسی امر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پہلی قوموں نے مردوں کے متعلق بے شک قوانین تجویز کئے تھے مگر عورتوں کے حقوق کا انہوں نے کہیں ذکر نہیں کیا تھا۔ رسول کریم ﷺ وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے یہ تعلیم دی کہ جیسے مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں اسی طرح عورتوں کے حقوق مردوں کے ذمہ ہیں۔ وَلَہُنَّ مِثۡلُ الَّذِیۡ عَلَیۡہِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں، اسی طرح عورتوں کے بھی بہت سے حقوق ہیں جو مردوں کو ادا کرنے چاہئیں۔ پھر ہر شعبۂ زندگی میں عورت کی ترقی کے راستے آپ نے کھولے۔ اسے جائداد کا مالک قرار دیا۔ اس کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھا۔ اس کی تعلیم کی نگہداشت کی۔ اس کی تربیت کا حکم دیا۔ اور پھر فیصلہ کر دیا کہ جس طرح جنت میں مرد کیلئے ترقیات کے غیر متناہی مراتب ہیں اسی طرح جنت میں عورتوں کیلئے بھی غیر متناہی ترقیات کے دروازے کھلے ہیں۔

(خطبہ جمعہ مؤرخہ 26 نومبر 1937ء، مطبوعہ الفضل 4 دسمبر 1937ء صفحہ 5)

ایک اور موقعہ پر حضورؓ نے فرمایا:

قرآن کریم کو شروع سے آخر تک پڑھ کر دیکھ لو تمام مسائل، احکام اور انعامات میں عورت اور مرد دونوں کا ذکر ہے مثلاً اگر یہ کہا جاتا ہے کہ نیک مرد تو ساتھ ہی کہا جاتا ہے نیک عورتیں۔ اگر کسی جگہ ذکر ہے کہ عبادت کرنیوالے مرد تو ساتھ ہی یہ ذکر ہوگا کہ عبادت کرنیوالی عورتیں۔ پھر اگر یہ ذکر ہے کہ جنت میں مرد جائیں گے تو ساتھ ہی یہ ذکر ہوگا کہ جنت میں عورتیں بھی جائیں گی۔ مرد کی اگر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں ہیں اور وہ جنت میں ایک اعلیٰ مقام پر رکھا جاتا ہے تو اُس کی بیوی جس کی نیکیاں اُس مقام کے مناسب حال نہیں اپنے خاوند کی وجہ سے اسی مقام میں رکھی جائیں گی۔ اسی طرح اگر عورت اعلیٰ نیکیوں کی مالک ہے اور ان کی وجہ سے وہ جنت میں اعلیٰ مقام پر رکھی جاتی ہے تو اس سے ادنیٰ نیکیاں رکھنے والا خاوند بھی اس کی وجہ سے اُسی مقام پر رکھا جائے گا۔

(خطاب ارشاد فرمودہ مؤرخہ 31 جولائی 1950ء، مطبوعہ الفضل 14 نومبر 1962ء صفحہ 4)

اسلام کی رو سے خواتین کی ذمہ داریاں اور ان کے اس دنیا میں حقوق اور اُخروی زندگی میں ملنے والے انعامات کے موضوع پر میں نے بھی مختلف جلسوں میں مستورات سے خطابات کئے ہیں۔ جلسہ سالانہ جرمنی 2019ء میں بھی میں نے مستورات سے اسی موضوع پر خطاب کیا تھا، اسے بھی دیکھ لیں۔

تقی احمد ۔ کینیڈا

یادِ رفتگان

مکرم چوہدری نسیم احمد صاحب مرحوم آف حیدرآباد سندھ

؎سب کہاں کچھ لالہ و گُل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

مکرم چوہدری نسیم احمد صاحب مرحوم جنوری 1947ء میں نورنگر فارم سندھ میں پیدا ہوئے۔ نورنگر فارم احمدیہ اسٹیٹس محمد آباد سندھ کا حصہ تھا۔ اور یہ زمینیں تحریک جدید سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہاں پر آپ کے والد صاحب بطور واقفِ زندگی مقیم تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام مکرم چوہدری فضل احمد صاحب اور والدہ کا نام مکرمہ رشیدہ بی بی صاحبہ تھا۔

ابتدائی تعلیم کے بعد آپ فیصل آباد وغیرہ کے علاقے میں بسلسلہ ملازمت مقیم رہے۔ 1975ء میں آپ کے والد صاحب بیمار ہو گئے تو ملازمت وغیرہ چھوڑ کر حیدر آباد سندھ آگئے۔ حیدر آباد میں آپ مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت بجالاتے رہے جن میں بطور سیکرٹری مال، سیکرٹری ضیافت، سیکرٹری تبلیغ، زعیم انصار اللہ اور زعیم اعلیٰ انصار اللہ شامل ہیں۔

2000ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ) بطور ناظر اعلیٰ کسی جماعتی کام کے سلسلے میں حیدرآباد تشریف لائے تو وہاں جماعت کے واش روم میں پانی کو لیک ہوتے دیکھا تو پھر آپ حضور کو گھر لے آئے۔ حضور نے بعد میں آپ کو غسل خانے کی مرمت کروانے کی تلقین فرمائی۔

1985-86ء میں آپ لندن یوکے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے حفاظتی دستے میں رضاکارانہ طور پر خدمات بجالاتے رہے۔

1990ء میں آپ نے فضل ٹریڈرز کے نام سے ایک کنسٹرکشن کمپنی بنائی۔ 2008ء میں آپ کو لطیف آباد، حیدرآباد میں واقع مسجد احمدیہ کا فرش تعمیر کروانے کی توفیق ملی۔

مرحوم کو اپنے خرچ پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قافلہ کے ساتھ بعض افریقن ممالک کے دورے پر ہمراہ جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

2011ء میں آپ کینیڈا منتقل ہو گئے اور یہاں کی ایک مقامی جماعت میں بطور سیکرٹری وصیت کام کرتے رہے۔ کینیڈا میں آ کر آپ کینسر جیسی مہلک بیماری کا شکار ہو گئے۔ آپ نے بڑی ہمت اور جواں مردی سے بیماری کا مقابلہ کیا۔ مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آپ اس موذی مرض سے جانبر نہ ہوسکے اور اپریل 2018ء میں انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ نیشول سیمیٹری، وان کینیڈا میں آسودہ خاک ہیں۔

مرحوم انتہائی نفیس اور نیک انسان تھے۔ خلافت کے شیدائی تھے۔ کینیڈا آنے کے بعد آپ کئی بار لندن یوکے جاکر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے فیضانِ صحبت حاصل کرتے رہے۔ جماعتی فرائض کی ادائیگی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

؎ آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

''قرآنِ شریف تقویٰ ہی کی تعلیم دیتا ہے اور یہی اس کی علّتِ غائی ہے''۔ (یعنی یہی اس کا مقصد ہے) ''اگر انسان تقویٰ اختیار نہ کرے تو اس کی نمازیں بھی بے فائدہ اور دوزخ کی کلید ہوسکتی ہیں''۔

(ملفوظات جلدنمبر 2 صفحہ 390 ۔ ایڈیشن 2003ء)

فرمایا کہ تقویٰ نہیں ہے تو نمازیں بے فائدہ ہیں بلکہ نمازیں دوزخ کی طرف لے جانے والی ہوں گی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ''ساری جڑھ تقویٰ اور طہارت ہے۔ اسی سے ایمان شروع ہوتا ہے اور اسی سے اس کی آبپاشی ہوتی ہے''۔

(ملفوظات جلدنمبر 2 صفحہ 550-551 ۔ ایڈیشن 2003ء)

پھر فرمایا: ''اس سلسلے کو خدا تعالیٰ نے تقویٰ ہی کے لئے قائم کیا ہے''۔ (یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپ نے ہم پر ڈالی) ''کیونکہ تقویٰ کا میدان بالکل خالی ہے''۔ فرماتے ہیں ''جو تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہی ہے''۔

(ملفوظات جلدنمبر 2 صفحہ 649 ۔ ایڈیشن 2003ء)

پس ہمیں ہمیشہ یہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ ہم نے اپنے عہدِ بیعت کو نبھاتے ہوئے وہ نمازیں ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے جو تقویٰ پر چلتے ہوئے ادا ہوں۔ آج احمدی ہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جڑ کر اس عرفان کو حاصل کرسکتا ہے۔ پس اگر ہم نے بیعت کا دعویٰ بھی کیا اور تقویٰ کے خالی میدان کو بھرنے کی کوشش نہ کی تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کے مقصد کو پورا کرنے والے نہیں ہو سکتے کیونکہ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اس سلسلے کو خدا تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے ہی قائم کیا ہے۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی اس اہم ذمہ داری کو سمجھنے والا ہو۔ ان ممالک میں جو شرک کے گڑھ ہیں اگر ہم نے تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کیں اور اپنی بیعت کے مقصد کو نہ پہچانا تو ہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں قابلِ مؤاخذہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور ہمیں اپنے اُن بندوں میں شامل رکھے جن پر اُس کے پیار کی نظر پڑتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 30 ؍ ستمبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ لَا یَأْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّآ اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ اِلَّآ اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِكَ

(سنن ابوداؤد کِتَابُ الْکَھَانَۃِ وَالتَّطَیُّرِ بَابٌ فِی الطِّیَرَۃِ حدیث: 3919)

ترجمہ:

''اے اللہ! تیرے سوا کوئی کسی طرح کی کوئی بھلائی نہیں لا سکتا اور تیرے سوا کوئی کسی برائی کو روک نہیں سکتا' برائی کا دور ہونا اور بھلائی کا حاصل ہونا تیری مدد ہی سے ممکن ہے۔''

یہ سید ومولیٰ، خیر البشر پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کا ناپسندیدہ امر دیکھنے پر دعا ہے۔

حضرت احمد قرشی روایت کرتے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ''بدشگونی'' کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

فال (نیک شگون) لینا اچھا ہے۔ اور اگر تم میں سے کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو یہ دعا کرے:

اَللّٰھُمَّ لَا یَأْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّآ اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ اِلَّآ اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِكَ

مرسلہ: مریم رحمٰن

شیخ آدم سعید۔کینیڈا

اردو محاورے

از کتاب فتح اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وجہ تسمیہ

سیدنا سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انداز تحریر اپنی سلاست، روانی، برمحلی، تاثر اور انشاء پردازی کے لحاظ سے ادب، تحریر اور لکھاریوں کے لئے علاوہ پڑھنے والے کے لئے بھی ایک مثال ہے۔ آپ نے مضامین میں روزمرہ بولے جانے والے محاورہ جات کا بھی خوب استعمال کیا ہے اور اب چونکہ دنیا کی تحریر کا انداز جو حضرت سلطان القلمؑ نے ہمیں دیا ہے وہی انداز ہے جو وقت کی ضرورت ہے۔حضرت المصلح الموعودؓ نے تحریک فرمائی تھی کہ جماعت کے احباب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرز تحریر اپنائیں۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے وجود سے دنیا میں جو بہت سی برکات ظاہر ہوئی ہیں۔ان میں سے ایک بڑی برکت آپ کا طرز تحریر بھی ہے۔جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے الفاظ جو ان کے حواریوں نے جمع کئے ہیں یا کسی وقت بھی جمع ہوئے ان سے آپ کا ایک خاص طرز انشاء ظاہر ہوتا ہے اور بڑے بڑے ماہرین تحریر اس کی نقل کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرز تحریر بھی بالکل جداگانہ ہے اور اس کے اندر اس قسم کی روانی زور اور سلاست پائی جاتی ہے کہ باوجود سادہ الفاظ کے، باوجود اس کے کہ وہ ایسے مضامین پر مشتمل ہے جن سے عام طور پر دنیا ناواقف نہیں ہوتی اور باوجود اس کے کہ انبیاء کا کلام مبالغہ، جھوٹ اور نمائشی آرائش سے خالی ہوتا ہے اس کے اندر ایک ایسا جذب اور کشش پائی جاتی ہے کہ جوں جوں انسان اسے پڑھتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے الفاظ سے بجلی کی تاریں نکل نکل کرجسم کے گرد لپٹتی جارہی ہیں اور یہ انتہادرجہ کی ناشکری اور بے قدری ہوگی۔ اگر ہم اس عظیم الشان طرز تحریر کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنے طرز تحریر کو اس کے مطابق نہ بنائیں۔''

نیز فرمایا:

''پس میں اپنی جماعت کے مضمون نگاروں اور مصنفوں سے کہتا ہوں کسی کی فتح کی علامت یہ ہے کہ اس کا نقش دنیا میں قائم ہوجائے۔ پس جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا نقش قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے آپ کے اخلاق کو قائم کرنا اس کے ذمہ ہے۔آپ کے دلائل کو قائم رکھنا ہمارے ذمہ ہے۔آپ کی قوت قدسیہ اور قوت اعجاز کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے۔آپ کے نظام کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے وہاں آپ کے طرز تحریر کو قائم رکھنا بھی جماعت کے ذمہ ہے۔''

(الفضل 16 جولائی 1931ء صفحہ 5)

اس مضمون کی اقتداء میں یہاں حضرت سلطان القلم نے اپنی کتاب فتح اسلام میں جو محاورے استعمال فرمائے انکا مختصر تعارف اور تفصیل پیش خدمت ہے تاکہ احباب جماعت اپنی روزمرہ بول چال میں ان محاوروں کو استعمال کرکے اس طرح حضور کے بیان فرمودہ الفاظ اور انداز تحریر کو اپنے گھروں اور ماحول میں عام کردیں۔ اور اسکا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ نوجوان نسل اور بچوں کو انکا علم ہوگا اور انکے لئے آپ علیہ السلام کی کتب کا پڑھنا محال نہ ہوگا۔

محاورہ کی تعریف

پہلے تو محاورہ کی تعریف پیش ہے کہ محاورہ کیا ہے اور اسکی ضرورت کیوں ہے:

دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا مجموعہ جو اہلِ زباں کی بول چال کے مطابق مجازی یا غیر حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہو۔مثلاً،''سر پر چڑھنا'' کے حقیقی معنی ''سر کے اوپر چڑھنا'' ہیں جب کہ مجازی معنوں میں اس سے مراد ''گستاخ'' یا ''بدتمیز'' ہے۔ اسی طرح ''نو دو گیارہ ہوجانا'' مجازی معنوں میں اسکے معنی ہیں بھاگ جانا، جان چھڑا کر غائب ہوجانا، اگر اسکے لفظی معنوں پر انحصار کریں اور پھر اس سے آگے قیاس کرکے کہیں کہ ''تین دو پانچ ہونا'' تو یہ غلط ہوگا، کیونکہ ایک تو اہل زبان نے ایسا کہا نہیں دوسرے محاورے کے اپنے قواعد ہیں جو اسکے برخلاف ہیں۔

محاورہ کا مطلب لغت میں ہے بات چیت کرنا۔ محاورہ جات کلام میں فصاحت و بلاغت پیدا کرتے ہیں اور مزاح بھی۔ لمبے چوڑے کلام کو محاورہ مختصراً بیان کرکے ''دریا کو کوزہ'' میں بند کردیتا ہے۔ اس لئے کہا جائے کہ صحیح علم محاورہ کا ہونا کسی کے بھی کلام کو برمحل، برجستہ، مختصر اور مکمل بنادیتا ہے۔

فتح اسلام کا مختصر تعارف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب فتح اسلام جو آپ نے 1891ء میں تصنیف فرمائی تھی۔ یہ مختصر سا کتابچہ (50 صفحات پر مشتمل) آپ کی ابتدائی کتب میں شامل ہے۔ آپ نے اس کتاب میں ضرورت اسلام اور اپنے بعثت کے پانچ مقاصد اور مسلمانوں کی حالت زار اور اسکے علاج کے بارے میں تحریر فرمایا نیز خدمت اسلام کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے عامۃ المسلمین سے اس کام میں بڑھ چڑھ کر شامل ہونے کا ارشاد فرمایا۔ اس بیان کی خاطر آپ نے روزمرہ کے مروّجہ الفاظ اور بکثرت محاورے اپنی اس کتاب میں ارشاد فرمائے۔ درج ذیل مضمون میں آپکی اس تصنیف لطیف میں سے ان بیان فرمودہ محاورے، انکے عام معنی اور جو مطالب حضرت مسیح

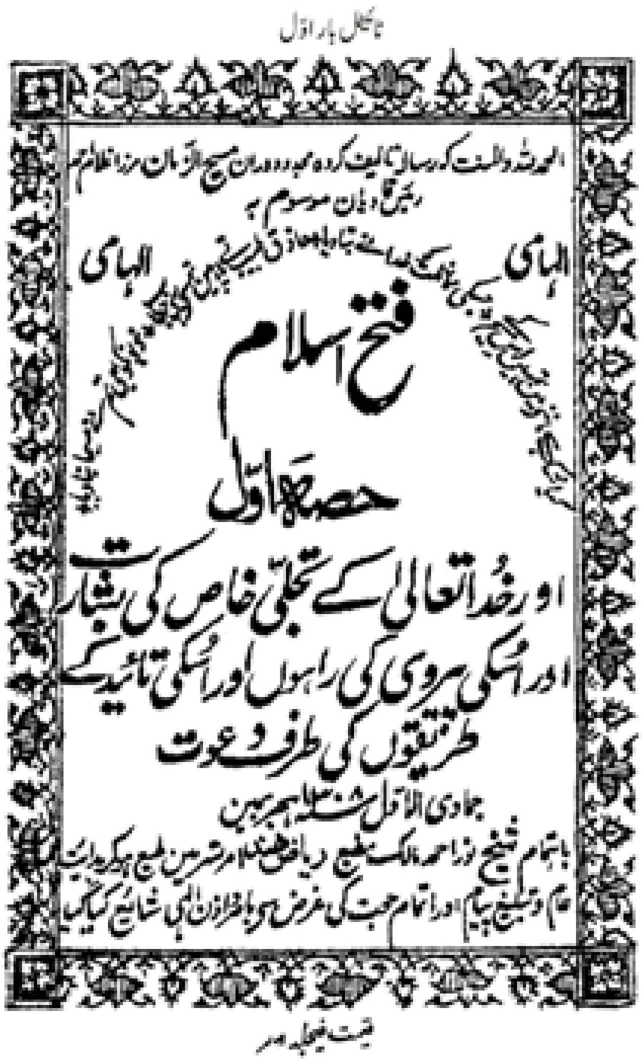
نائٹل بار اوّل
فتح اسلام
حصہ اوّل
اور خداتعالیٰ کے تجلی خاص کی بشارت
اور اسکی پیروی کی راہوں اور اسکی تائید کے
طریقوں کی طرف دعوت

موعود علیہ السلام نے کئے وہ پیش خدمت ہیں:

محاورہ

معنی

اقتباس از فتح اسلام

1۔سوئے ہوئے شیطان کو جگانا۔

جو بری باتیں اور عادات انسانی نفس میں دبی ہوئی ہوں ان کو ابھارنا اور ان پر عمل کرنا

اس زمانہ کا فلسفہ اور طبیعی بھی روحانی صلاحیت کا سخت مخالف پڑا ہے۔ اُس کے جذبات اُس کے جاننے والوں پر نہایت بد اثر کرنیوالے اور ظلمت کی طرف کھینچنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ وہ زہریلے مواد کو حرکت دیتے اور سوئے ہوئے شیطان کو جگادیتے ہیں۔صفحہ 4

2۔ الحاد کے رنگ سے رنگین ہونا۔

کفریہ عقائد سے اور عمال سے اپنے آپ کو ڈھال لینا۔ اسی طرح کے کام کرنا جیسے کے الحاد کے ہیں

انکے دلوں میں خداتعالیٰ کے وجود کی بھی کچھ وقعت اور عظمت نہیں بلکہ اکثر ان میں سے الحاد کے رنگ سے رنگین اور دہریت کے رگ و ریشہ سے پُر اور مسلمانوں کی اولاد کہلا کر پھر دشمن دین ہیں۔ صفحہ 4

3۔ دہریت کے رگ و ریشہ سے پُر۔

خدا کے انکاری خیالات سے اپنے آپ کو پر کر لینا اور صرف انہی خیالات کا ہر چیز میں تصرف ہونا

4۔ جان توڑ کوشش کرنا۔

بہت زیادہ اور خوب کوشش کرنا

اب اے مسلمانو سنو! اور غور سے سنو! کہ اسلام کی پاک تاثیروں کے روکنے کے لئے جسقدر پیچیدہ افترا اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے

اور پُر مکر حیلے کام میں لائے گئے اور اُنکے پھیلانے میں جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں۔صفحہ نمبر 5

5۔مال کو پانی کی طرح بہانا۔

بے دریغ اور بغیر سوچے سمجھے اپنا مال خرچ کرنا

6۔طلسم سحر کو پاش پاش کرنا۔

جھوٹے جادو کے اثر کو توڑ کر رکھ دینا

جب تک اُن کے اس سحر کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پُر زور ہاتھ نہ دکھاوے جو معجزہ قدرت اپنے اندر رکھتا ہو اور اُس معجزہ سے اِس طلسم سحر کو پاش پاش نہ کرے تب تک اس جادوئے فرہنگ سے سادہ لوح دلوں کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔صفحہ نمبر 5

7۔اندھا اندھے کو کیا راہ دکھاوے گا اور مجذوم دوسروں کے بدنوں کو کیا صاف کرے گا۔

جو خود بے بہرہ ہے،بے علم ہے وہ کسی کو کیا ہدایت دے گا۔جو خود بیمار ہے وہ کسی کو کیسے شفاء دے۔صفحہ نمبر 7

8۔عدالت اٹھ جانا۔

انصاف باقی نہ رہنا ہے۔

صرف رسوم اور عادات کو نیکی سمجھتے تھے اور علاوہ اسکے دیانت اور امانت اور اندرونی صفائی اور عدالت ان میں سے بالکل اٹھ گئی تھی۔صفحہ نمبر 8

9۔مچھر چھانتے اور اونٹ کو نگل جاتے ہیں۔

یہ حضرت عیسیٰؑ کا قول ہے کہ معمولی باتوں میں تو بہت احتیاط کرتے ہو مگر اہم اور بڑی باتوں کو نظر انداز کر دیتے ہو۔

ہمارے اکثر علماء بھی اُس وقت کے فقیہوں اور فریسیوں سے کم نہیں۔مچھر چھانتے اور اونٹ کو نگل جاتے ہیں۔صفحہ نمبر 9

10۔دم بھرنا۔

ہروقت کسی کی تعریف کرنا،محبت کا دعویٰ کرنا

۔۔اور عجیب ہیں انکی زبانیں کہ باوجود سخت بیگانہ ہونے دلوں کے آشنائی کا دم بھرتی ہیں۔اسی طرح یہودیت کی خصلتیں ہرطرف پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں۔صفحہ نمبر 9

۔۔اور باقی حواری جو دوستی کا دم بھرتے تھے بھاگ گئے۔صفحہ نمبر 16

11۔جگرخون نہ ہونا۔

دلی صدمہ ہونا،ہمت ٹوٹنا،جگر کا تحلیل ہونا۔

۔ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہوجائیں اور ہم سارے آراموں کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کھودیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کرلیں۔صفحہ نمبر 10

12۔ کاغذ کے گھوڑے دوڑانا۔

تحریریں ادھر اُدھر بھیجنا کاغذی کاروائی کرنا مگر عملی کام سے پرہیز کرنا۔

۔۔یہ مہم عظیم اصلاح خلائق کی صرف کاغذی گھوڑے دوڑانے سے روبراہ نہیں ہوسکتی۔اسکے لئے اسی راہ پر قدم مارنا ضروری ہے جس پر قدیم سے خدا تعالیٰ کے پاک نبی مارتے رہے۔صفحہ نمبر 19

13۔پانی کی طرح خون بہانا۔

بہت مشقت کرنا،سخت محنت کرنا

۔۔ہر دم دنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اسکی راہ میں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہادیا۔یہ دراصل ایک صادق اور کامل نبی کی صحبت میں مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنے کا نتیجہ تھا۔صفحہ 21۔ 22

14۔پیشانی سے داغ دھونا۔

ذلت کی وجہ کو دور کرنا۔

۔۔تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے اور حقارت اور ذلت کا سیہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھویا جائے۔صفحہ نمبر 23

15۔ نیلے پیلے ہوجانا۔

بے حد غضبناک ہونا،بہت غصہ کرنا۔

اگر ان مسجدوں میں جاکر آپ امامت کا ارادہ کیا جائے تو وہ جو امامت کا منصب رکھتے ہیں ازبس ناراض اور نیلے پیلے ہوجاتے ہیں۔صفحہ نمبر 26

16۔ دام تزویر کے نیچے دبالینا۔

دھوکہ سے جال میں پکڑ لینا

۔۔وہ تھک گئے اور درماندہ ہوگئے اور نابکار دنیا نے اپنے دام تزویر کے نیچے انہیں دبالیا۔صفحہ نمبر 40

17۔ تا تریاق از عراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود۔

جب تک زہر کا تریاق عراق سے آئے گا اس وقت تک سانپ کا ڈسا مرجائے گا۔

اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ مدبھی ہوسکیں مگر تاتریاق از عراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود۔سو جاگو اور ہوشیار ہوجاؤ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔صفحہ نمبر 42

18۔عشرِعشیر نہ ہونا۔

بالکل بھی حصہ نہ ہونا۔بلکہ ایک ذرہ کا بھی حصہ نہ ہونا۔

پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جس قدر رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہو اس کا عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہیں۔صفحہ نمبر 42

19۔ گذشتنی اورگذاشتنی امور۔

ناپائیدار۔گزرجانے والے کام اور وہ کام جن کو ترک کردینا مناسب ہو۔

کیا بدقسمتی ہے کہ ایک بڑے امر اہم سے تم قطعاً غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو اور جو گذشتنی گذاشتنی امور ہیں انکی ہوس میں دن رات سرپٹ دوڑ رہے ہو۔صفحہ نمبر 44

20۔ دن رات سرپٹ دوڑنا۔

ہروقت صرف اس کے لئے ہی کوشش کرنا

چندمشکل الفاظ جو دیگر محاوروں کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں ان کے مطالب بھی پیش خدمت ہیں:

اُستخوان فروشی۔

فوت شدہ آباء کے نام پر عزّت چاہنا۔

قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کو دنیا میں پھیلانا بے شک عمدہ طریق ہے مگر رسمی طور پر اور تکلف اور فکر اور خوض سے یہ کام کرنا اور اپنا نفس واقعی طور پر حدیث اور قرآن کا مورد نہ ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتیں ہر ایک باعلم آدمی کرسکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں۔ان کو مجددیت سے کچھ علاقہ نہیں یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے نزدیک اُستخوان فروشی ہے اس سے بڑھ کر نہیں۔ص نمبر 7

دل میں ڈالنا۔

خدا کی طرف سے القاء ہونا۔کسی بات کا دل میں پیدا کرنا۔

بلکہ انبیاء نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے ابلتا تھا وہ دوسروں کے دل میں ڈالتے تھے۔۔۔۔اور انکی گفتگو میں الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے تھے۔سو یہی قاعدہ یہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے اور واردین اور صادرین کی استعداد کے موافق اور انکی ضرورتوں کے لحاظ سے اور انکے امراض لاحقہ کے خیال سے ہمیشہ باب تقریر کھلا رہتا ہے۔صفحہ نمبر 17

آتش حسد اندر ہی اندر انکو کھاگئی۔

حسد کی آگ انکے اعمال کو بھسم کرگئی۔

افسوس ہزار افسوس اس زمانہ کے اکثر مولویوں پر کہ آتش حسد اندر ہی اندر ان کو کھاگئی۔صفحہ نمبر 20

بضاعت مزجاۃ۔

معمولی حیثیت اور آمدن۔

کیا ان اخراجات پر غور کرنے سے یہ تعجب کا مقام نہیں کہ اس بضاعت مزجاۃ کے ساتھ کیوں کر تحمل ان مصارف کا ہورہا ہے۔صفحہ نمبر 29

حِصن حَصِین ۔

مضبوط اور محکم قلعہ۔

اس زمانہ کا حِصن حَصِین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔صفحہ نمبر 34

جھک جھک بک بک نظر اٹھانے کی فرصت نہیں۔

بیہودہ بکواس اور ناحق کا شوروغل بہت مصروف ہونا۔

تمہارے تمام اوقات عزیز دنیا کی جھک جھک بک بک میں ایسے مستغرق ہورہے ہیں کہ تمہیں دوسری طرف نظر اٹھانے کی فرصت نہیں۔صفحہ نمبر 43

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کے نام خطوط

☆ مکرمہ مبارکہ شاہین ڈامشٹڈ جرمنی سے لکھتے ہوئے اپنے مضمون میں بعض تصیحات بھی کرواتی ہیں:

آپ اور آپ کی ٹیم ماشاءاللہ بہت محنت سے روزانہ کی اخبار تیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا خیر سے نوازے، آمین

خاکسار کے مضمون ’’پیاری جرمن قوم‘‘ میں ایک جرمن خاتون مسز کیرولائن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام ایک خط تھا۔ اسکا حوالہ درج ہونے سے رہ گیا تھا۔ حوالہ ہے، صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی سووینیر، صفحہ 258۔

اسی طرح بعض جگہوں کے نام غلط چھپ گئے ہیں۔ صوبہ کا نام رائن لینڈ فالز (Rheinland Pfalz) اور جماعت کا نام کوخم سیل (Cochem Zell) تھا۔ امید ہے کہ تصحیح فرما دیں گے، جزاک اللہ (ادارہ:۔ اگر کمپوزنگ کے فرائض مضمون نگار ادا کرے تو ایسی غلطیوں سے بچا جاسکتا ہے)

☆ مکرم رانا صباحت احمد مبلغ سلسلہ یوگنڈا لکھتے ہیں:

آج کے شمارہ میں آپکا مضمون ’’میرے شفیق اساتذہ‘‘ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اور ساتھ ہی اپنے جامعہ دور کی خوشگوار یادیں بھی تازہ ہوگئیں۔ ماشاءاللہ بہت دلچسپ اور معلوماتی مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید خدمات سلسلہ کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ مرحوم اساتذہ کرام جو جماعت میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں کے درجات بلند کرے اور حیات اساتذہ کرام کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور انکا فیض جاری رکھے۔

تمام دنیا میں موجود جامعات کے اساتذہ کرام کو ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے والا بنائے اور انکا حامی و ناصر ہو۔ اور ہم تمام مبلغین کو اپنے محترم اساتذہ کرام کا نام روشن کرنے والا بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

سب احباب کو نہایت دکھ اور افسوس سے یہ اطلاع دی جارہی ہے کہ مکرم و محترم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب سینئیر میڈیکل سپیشلسٹ فضل عمر ہسپتال کی اہلیہ محترمہ سائرہ سلطان صاحبہ مورخہ 11/ جولائی 2021 کو بعمر 49 سال بقضاء الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ مورخہ 13 جولائی 2021 بوقت 30-5 بجے گراؤنڈ عقب لائیبریری میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ مکرم و محترم ملک خالد مسعود صاحب نے پڑھائی جس کے بعد تدفین بہشتی مقبرہ دارالفضل میں ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم و محترم مرزا محمد الدین ناز صاحب نے دعا کروائی۔

مرحومہ مکرم و محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مرحوم مورخ احمدیت کی بہو تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ دو بیٹے نوید احمد امریکہ اور ولید احمد یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور انہیں اپنے پیار اور رضا کی جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور دکھ اور صدمے کی اس گھڑی میں ان کو ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے اور ہر آن ان کا حامی و ناصر اور مددگار ہو آمین۔

اظہارِ تشکر

محترمہ قدسیہ سردار لکھتی ہیں:

دنیا بھی اک سَرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے

میرے پیارے والدِ محترم ملک محمد یوسف سلیم صاحب سابق انچارج شعبہ زود نویسی۔ ربوہ 31 مئی 2021 کو 86سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ ان کی نمازِ جنازہ یکم جون 2021 کو بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں محترم سید قمر سلیمان احمد صاحب نے پڑھائی اور وہیں تدفین کے بعد انہوں نے دعا بھی کروائی۔

میں، میری فیملی اور میرے بہن بھائی پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے از حد مشکور و ممنون ہیں۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 4جون 2021 کے خطبہ جمعہ میں والد صاحب کا شفقت بھرا ذکرِ خیر فرمایا اور غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ نے والد صاحب کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا

میرے دماغ میں بھی ہمیشہ ان کے بارے میں یہی تصور ہے کہ ایک پُرسکون شخصیت جو اپنے کام میں مگن ہے اور انہوں نے وقف کا بھی حق ادا کیا۔ خاموشی سے سارے کام کرنے والے تھے۔ کوئی مطالبہ نہیں۔ بڑی سادگی سے رہنے والے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خطبہ جمعہ 4/ جون 2021ء)

اللہ تعالیٰ پیارے آقا کی دعاؤں کے صدقے والد صاحب کو بخش دے اور اُن سے اپنے رحم و پیار کا سلوک فرمائے۔ آمین

ان تکلیف دہ گھڑیوں میں ہم اپنی پوری جماعت، ۔ ادارہ الفضل آن لائن کے بھی بہت شکر گزار ہیں جنھوں نے ہمارا یہ دکھ بانٹا۔ ان تمام عزیز، رشتہ دار اور احبابِ جماعت کے بھی بہت شکر گزار ہیں جنھوں نے گھر آ کر تعزیت کی یا فون پر تعزیت کی ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بہترین جزاء عطا فرمائے اور سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ والد صاحب کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے اور ہمیں ہمیشہ انکی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اعلانِ وفات

محترم ڈاکٹر ساجد احمد کینیڈا سے یہ افسوسناک اطلاع دیتے ہیں کہ:

مکرم مولانا خلیل احمد مبشر سابق امیر و مشنری انچارج سیرالیون اور سابق مبلغ انچارج کینیڈا کی اہلیہ محترمہ رضیہ بیگم چوہتر سال کی عمر میں وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحومہ کے لواحقین میں مولانا صاحب کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہے۔

اللہ تعالی مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے، آمین

(ادارہ کی طرف سے تعزیت قبول کریں)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

جھوٹ

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ جب جھوٹ کا ذکر فرمانے لگے تو جوش کے ساتھ اُٹھ بیٹھے اور ان الفاظ کو زور زور سے دہرایا:

اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ۔ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ

یعنی: کان کھول کر سن لو۔ ہاں! پھر کان کھول کر سن لو کہ شرک اور والدین کی نافرمانی کے بعد سب سے بڑا گناہ جھوٹ ہے۔ جھوٹ صرف اپنی ذات میں ہی گناہ نہیں بلکہ دوسرے گناہوں کی افزائش کے لیے پانی کا کام دیتا ہے۔ عام طور سے دیکھا گیا ہے کہ بات کو بدل دینا، اور توڑ مروڑ کر بیان کرنا اور ہنسی مذاق میں جھوٹی باتیں کرنے کو جھوٹ نہیں سمجھا جاتا اور ہلکے انداز میں لیا جاتا ہے، بچے گھروں میں یہ انداز دیکھتے بڑے ہوتے ہیں تو جھوٹ کے عادی ہو چکے ہوتے ہیں۔ ماں باپ سچی صاف اور دیانت داری سے بات کریں گے تو اپنی نسلوں کو اس بدترین اخلاقی گناہ سے بچانے والے بن جائیں گے۔

مرسلہ: ناصرہ احمد۔ کینیڈا

16جولائی2021ء		طلوعِ فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:22	19:06
مدینہ منورہ	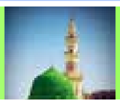	04:14	19:13
قادیان	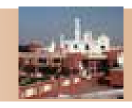	03:57	19:35
ربوہ		03:37	19:15
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:37	21:11